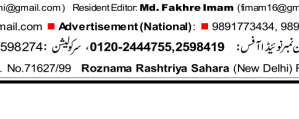

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں...

ڈاکٹر سید احمد قادری

ملک میں چل رہے لوک سبھا کا یہ انتخاب اس بار معمولی نہیں بلکہ غیر معمولی ہے اور اس انتخاب پر پوری دنیا کی نگاہ ٹکی ہوئی ہے کہ دنیا کی سب سے بڑے جمہوری ملک میں یہ دیکھنا دلچسپ ہوگا کہ کس طرح ملک کی جمہوریت کو پامال کر کے برسر اقتدار حکومت اپنی واپسی کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیرون ممالک سے بڑی تعداد میں کئی اداروں اور میڈیا کے مشاہدین انڈیا پہنچے ہوئے ہیں۔ دراصل ملک میں برسر اقتدار حکومت نے گزشتہ دو انتخابات میں اتنے زیادہ جھوٹے وعدے، دعوی کئے اور فرقہ پرستی کو بڑھاوا دیا کہ ملک کی سا لمیت، جمہوریت، یک جہتی، ہم آہنگی، آئین اور انسانی اقدار پر ہی خطرے منڈرانے لگے۔ ساتھ ہی ساتھ ملک کے بنیادی مسائل مثلاً غربت، افلاس، بھوک، بے روزگاری، مہنگائی، صحت، تعلیم، تحفظ، رواداری، بدعنوانی، ذخیرہ اندوزی، صنعتی و تجارتی انجماد، اقتصادی مساوات، سماجی انصاف، جمہوری قدروں کی حرمت اور آئین و دستور کی اہمیت کو، اس حکومت نے سمجھنے اور ان مسائل کے سدّ باب اور تدارک کی کبھی کوئی سنجیدہ کوششیں نہیں کی۔ ہمیشہ ہندو مسلم کے درمیان خلیج پیدا کر ملک میں منافرت اور دہشت پھیلا کر ملک کی برسہا برس کی گنگا جمنی تہذیب کو عملی طور پر ختم کرنے کی کوششیں کیں۔ عوام کے بنیادی مسئلے حاشیہ پر ڈال دئے گئے کہ انھیں منافرت اور فرقہ واریت پر زیادہ یقین تھا۔ مسئلہ ہاتو بس یہ کہ کیسے ظلم وستم، بربریت، تشدد، خوف وسراسیمگی پھیلا کر کس طرح برسر اقتدار رہا جائے۔ غریبوں، مفلسوں، کسانوں، دلتوں اور اقلیتوں کے مسائل پر کبھی کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ اس ضمن میں کانگریس رہنما پرینکا گاندھی کا یہ کہنا درست ہے کہ بی جے پی کو ہندو مسلم کرنے کی بجائے انتخابات میں حقیقی اور بنیادی مسائل پر بات کرنی چاہئے۔ حزب اختلاف کی جانب سے بھی مسلسل حکومت سے مطالبے کئے گئے گزشتہ دس برسوں میں عوام کے لئے کئے گئے اپنی حصولیابی کا حساب دیں۔ لیکن حساب دیں تو کیا دیں۔ عوام کے بنیادی مسائل پر بی جے پی کی حکومت نے کبھی بھی سنجیدگی سے سوچنے سمجھنے اور ان کے تدارک کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کیا ہی نہیں یا یوں کہیں کہ ان مسائل کو کبھی اہمیت ہی نہیں دی۔ ایسے حالات میں اس وقت جب اپوزیشن پارٹی ملک کے بنیادی مسائل پر سوال کر رہی ہے عوامی طور پر بھی ان مسئلوں کو اٹھایا جا رہا ہے تو گزشتہ دس برسوں سے حکمرانی کرنے والی حکومت بغلیں جھانک رہی ہے۔

آپ کو بتائیں دیں کہ گزشتہ دو انتخابات میں کامیابی حاصل کر کے دس برسوں کے اقتدار میں حکومت کچھ زیادہ ہی خوش فہمی میں مبتلا ہوگئی اور اس کی نگاہ میں یہ بات گھر کر گئی کہ اگر کسی طرح سے رام مندر کا مسئلہ کو سپریم کورٹ سے رام مندر کے حق میں حاصل کر کے عالیشان مندر کی تعمیر کرا دی جاتی ہے تو پھر 2024ء کا انتخاب بھی بڑی آسانی سے کامیاب ہو جائیں گے۔ یہی وجہ رہی کہ حکومت عوام کو ان کے بنیادی مسائل پر توجہ دینے سے زیادہ رام مندر کے سلسلے میں من مانا فیصلہ (انصاف نہیں) چیف جسٹس رنجن گوگوئی (جنھیں انعام کے طور پر ان کی سبکدوشی کے بعد راجیہ سبھا کا ممبر بنایا گیا) سے حاصل کیا گیا اور انتخاب کے اعلان سے قبل ہی اس کی (آدھی ادھوری) اور ایودھیا کی درجنوں مندروں کو منہدم کر کے تعمیر میں پوری شدت دکھائی گئی اور رام جی کی مورتی میں پران پرتیسٹھا (روح پھونکی گئی) کی گئی اور اس تقریب کو جس طرح پورے ملک میں مذہبی اور سیاسی رنگ دیا گیا۔

اسے دنیا نے دیکھا اور سمجھا۔ لیکن جب برا وقت آتا ہے تو ساری کوششیں ناکام ثابت ہوتی ہیں اور سایہ بھی ساتھ چھوڑ جاتا ہے۔ ایسا ہی کچھ بی جے پی کے ساتھ دیکھنے کو مل رہا ہے انتخاب کے اعلان ہوتے ہی مودی حکومت کو اندازہ ہو گیا کہ پانی کی طرح پیسے بہانے کے باوجود رام مندر کے تعلق سے ملک کی اکثریت کے درمیان مذہبی جنون پیدا کرنے میں وہ بری طرح ناکام ہے اور حکومت کی ساری کوششیں رائیگاں گئیں۔ کاشی اور متھرا کے تنازعہ کو بھی اسی سیاسی مقصد کے تحت پوری شدت سے اٹھایا گیا۔ لیکن یہاں بھی کامیابی ملتی نظر نہ آنے کے بعد کل ہی بی جے پی کے قومی صدر جے پی نڈا نے یہ بیان دیا ہے کہ کاشی متھرا میں مندروں کی تعمیر کا ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ انھوں نے تو یوگی آدتیہ ناتھ اور ہیمنت بسوا شرما کے ذریعہ دونوں مقامات پر مندروں کی تعمیر کے وعدے کو جوش میں دیا گیا بیان قرار دیا۔ جے پی نڈا نے 'انڈین ایکسپریس' کو دئے گئے ایک انٹرویو میں ایک اور انکشاف کر کے دھماکہ ہی کر دیا ہے کہ بی جے پی کو اب آر ایس ایس ضرورت نہیں ہے۔ یوں بھی حقیقت یہی ہے کہ بی جے پی پوری طرح مودی کی شخصیت میں ضم ہو چکی ہے۔ مودی اور آر ایس ایس سے بڑھتی دوری کی خبریں مل رہی تھیں۔ اب نڈا نے اس بات پر باضابطہ مہر لگا دی ہے۔ بی جے پی کی حکومت پر انتخاب کا اعلان ہوتے ہی مصیبت کا پہاڑ اس طرح بھی ٹوٹا کہ سپریم کورٹ نے حکومت کے ذریعہ الیکٹورل بونڈ کے نام پر ملک کے صنعت کاروں سے بڑے پیمانے پر چندہ لئے جانے کا بھانڈہ پھوڑ کر دیا، جب کہ ابھی پی ایم کیئر فنڈ کے گھوٹالہ کا اجاگر ہونا باقی ہے۔ الیکٹورل بونڈ جیسے عالمی پیمانہ کے گھوٹالہ کے بعد مودی کی بد نصیبی دیکھئے کہ جس کورونا وبا کے درمیان کووی شیلڈ ویکسین ہر حال میں لوگوں کو لئے جانے پر زور تھا اور ویکسین لینے والوں کو جاری کئے جانے والے سرٹیفکیٹس پر بڑے فخر سے اپنی تصویر آویزاں کئے ہوئے تھے اس ویکسین کے سلسلے میں برٹش اخبار 'ڈیلی میل' کی رپورٹ کے مطابق برطانوی دوا ساز کمپنی ایسٹرزینیکا نے ایک بڑے مقدمہ کے بعد اپنے عدالتی دستاویز میں یہ قبول کیا ہے کہ اس ویکسین کو لینے والوں میں ہارٹ اٹیک، شریانوں میں خون جمنے، پلیٹ لیٹس کم ہونے وغیرہ جیسی بیماریوں کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ کووی شیلڈ سے نقصانات کی باتیں لوگوں کے درمیان چرچہ میں پہلے ہی سے تھیں اور لوگ تشویش کا اظہار کر رہے تھے، لیکن اب جب کہ عالمی سطح پر یہ بات سامنے آ گئی ہے تو لوگوں کا مودی حکومت پر غصہ فطری اور واجب ہے۔ اسی عوامی غصہ کا یہ نتیجہ ہے کہ ویکسین لینے والوں کے سرٹیفکیٹس سے مودی کی تصویر ہٹا دی گئی ہے۔ لیکن لوگوں کا غصہ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ مودی کی ناعاقبت اندیشی اور ضرورت سے زیادہ مقبولیت کی خوش فہمی کی وجہ سے ملک کے کروڑوں لوگ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو چکے اور مسلسل ہو رہے ہیں۔ کئی جگہوں سے اموات کی بھی خبریں بھی موصول ہوئی ہیں۔ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ کووی شیلڈ بنانے والی کمپنی سے بھی مودی حکومت انتخابی بونڈ کے نام پر کئی کروڑ روپے کا چندہ بھی لے چکی ہے، ساتھ ہی ساتھ دیگر کئی دوا ساز کمپنیوں سے بھی بڑے پیمانے پر چندہ وصولا گیا ہے، جس کے بعد ہی دواؤں کی قیمت آسمان چھو رہی ہے۔ ایسے نہ جانے کتنے سچ کا سامنے آنا ابھی باقی ہے۔ کسانوں کی ناراضگی، بے روزگار نوجوانوں کی خفگی، سابق وزیراعظم کے پوتے پرجول یونا کے ذریعہ ہزاروں خواتین کے ساتھ درندگی، سابق ممبر پارلیمنٹ برج بھوشن کے ذریعہ خواتین پہلوانوں کے جنسی استحصال کی خبروں کا سچ اجاگر ہونے کے باوجود اس کی گرفتاری نہ ہونے سے خواتین کے درمیان زبردست غم و غصہ خوف وہراس نے بی جے پی کو بری طرح سے بیک فٹ پر لا کھڑا کیا ہے۔ ان سب حالات کے سامنے آنے کے بعد بی جے پی کی حکومت کو بہت تیزی سے اپنی شکست کا اندازہ ہو گیا ہے۔ اب این ڈی اے میں شامل پارٹیوں کے رخ میں بھی تیزی سے بدلاؤ دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ مہاراشٹر کے وزیر اعلی ایکناتھ شنڈے (شیوسینا) نے یو این آئی کو دیئے ایک خصوصی انٹرویو میں کہا ہے کہ ان کی شیو سینا مسلم مخالف نہیں ہے۔ سامنے کھڑی شکست کا خوف اب انھیں شیواجی مہاراج کے یہ احکامات یاد آ رہے ہیں کہ 'کسی بھی صورت میں مسلم خواتین اور بچوں کے ساتھ ظلم وستم اور بدتمیزی نہ کی جائے۔' بی جے پی اور اس کی حلیف پارٹیاں اسوقت سخت تذبذب کی شکار ہیں، کریں تو کیا کریں کہیں تو کیا کہیں۔ مسلم مخالفت کی انتہا کر کے دیکھ لیا، ہر طرح کے نازیبا اور ہتک آمیز بیان مسلمانوں کے خلاف دے چکے، لیکن کوئی کارگر ثابت نہیں ہو رہا ہے بلکہ پانسہ الٹا پڑ رہا ہے اور اکثریت مسلم دشمن ہونے کی بجائے ان پر ہونے والے ظلم وزیادتی پر حکومت سے اپنی خفگی کا اظہار کر رہے ہیں۔

اسی تذبذب میں ایک طرف وزیر داخلہ امت شاہ کہہ رہے ہیں کہ یہ الیکشن مذہب کے تحفظ کا ہے تو دوسری جانب وزیراعظم نریندر مودی ہر دن جہاں اپنے انتخابی جلسوں میں ٹکڑے ٹکڑے گینگ، کپڑوں سے پہچاننے والے، گھس پیٹھیا، زیادہ بچے پیدا کرنے والوں کے ساتھ ساتھ انڈیا اتحاد جو کہ حکمت عملی کے تحت ہی مسلمانوں سے دوری بنا کر چل رہی ہے تا کہ این ڈی اے انڈیا اتحاد کو مسلمانوں کی ہمنوا کا نام نہ دے دے۔ اس کے باوجود وزیراعظم مودی نے انڈیا اتحاد کو مسلمانوں کی مُنھ بھرائی کرنے والا اتحاد، منگل سوتر تک چھین کر مسلموں کے درمیان تقسیم کئے جانے، کانگریس کے منشور کو مسلم لیگی منشور بتانے، مسلمانوں کو مذہب کی بنیاد پر ریزرویشن دئے جانے، مسلمانوں کے لئے ٹھیکے کا ٹینڈر کا کوٹہ مقرر کئے جانے، ہندوؤں کے پاس دو بھینس میں سے ایک بھینس چھین کر مسلمانوں کے دئے جانے، ہندوؤں کی جائیداد میں سے مسلمانوں کو تقسیم کئے جانے جیسے نہایت سطحی قسم کے بیانات دے رہے ہیں، جن پر ہر چہار جانب سے تنقید ہوئی کہ ایک وزیراعظم کو ایسی نازیبا اور ناشائستہ زبان استعمال نہیں کرنی چاہئے۔

انھوں نے ایک چینل کے انٹرویو میں یہاں تک کہہ دیا کہ ''اگر میں ہندو مسلم کروں گا تو عوامی زندگی میں رہنے کے لائق نہیں رہ سکوں گا۔'' ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا..... لیکن شکست کا خوف ایسا سمایا ہے کہ ان لوگوں کو سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اب مسلمانوں سے دوستی کا دم بھرا جائے یا ان سے نفرت ہی کیا جائے۔ یہی وجہ رہی کہ مسلم دوستی کا دم بھرنے کے 24 گھنٹے بھی نہیں ہوئے تھے کہ مہاراشٹر کی ایک انتخابی ریلی میں بلّی تھیلے سے باہر آ گئی اور وہ گویا ہوئے کہ کانگریس ملک کے بجٹ کا پندرہ فیصد مسلمانوں پر خرچ کرنا چاہتی ہے اور یہ کہ کانگریس کے لئے بس ایک اقلیت ہے اور ان کا پسندیدہ ووٹ بینک ہے۔ ادھر ایک طرف بڑھتی عوامی مخالفت اور دوسری طرف اپوزیشن اتحاد کی کامیابیوں کی موصول ہوتی خبریں ہیں جو حکومت کی نیند اڑا چکی ہے۔ پے در پے مختلف علاقوں سے ملنے والی خبریں، چار مرحلوں کے انتخابات میں ووٹ فیصد کا کم ہونا، انتخابی حلقوں سے ملنے والے منفی رجحان، بہت تیزی سے گرتا شیئر بازار یہ سب پوری طرح سے این ڈی اے کی شکست کو یقینی بنا رہا ہے۔ پچاس سال حکومت کرنے کا خواب چکنا چور ہوتا نظر آ رہا ہے۔ ایک آخری امید گود لئے گئے الیکشن کمیشن کی ہے جس نے 11 دنوں بعد ووٹ فیصد کے اعداد و شمار دئے جس میں تقریباً 6 فیصد کا اضافہ دکھا کر نہ صرف 'انڈیا' اتحاد کو بلکہ سپریم کورٹ کو بھی چونکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس ضمن میں اے ڈی آر کی درخواست پر سپریم کورٹ نے اپنی ناراضگی دکھاتے ہوئے الیکشن کمیشن کو صرف 48 گھنٹے کے اندر ووٹ فیصد بتانے کا حکم جاری کیا ہے۔ اس حکم نامے نے بھی بی جے پی کی پریشانی بڑھا دی ہے اور اب انھیں اپنی شکست کا یقین ہو چلا ہے۔

(کالم نگار سینئر صحافی اور معروف ادیب ہیں)

> بی جے پی اور اس کی حلیف پارٹیاں اس وقت سخت تذبذب کی شکار ہیں، کریں تو کیا کریں کہیں تو کیا کہیں مسلم مخالفت کی انتہا کر کے دیکھ لیا، ہر طرح کے نازیبا اور ہتک آمیز بیان مسلمانوں کے خلاف دے چکے، لیکن کوئی کارگر ثابت نہیں ہو رہا ہے بلکہ پانسہ الٹا پڑ رہا ہے اور اکثریت مسلم دشمن ہونے کی بجائے ان پر ہونے والے ظلم وزیادتی پر حکومت سے اپنی خفگی کا اظہار کر رہی ہے۔

اقوال زرّیں

- ☐ محنت اور برداشت کامیابی کی کنجی ہے۔
- ☐ عقل مند بولنے سے پہلے اور بے وقوف بولنے کے بعد سوچتا ہے۔
- ☐ بغیر عمل کے علم ایسے ہے جیسے بغیر روح کے جسم۔
- ☐ احسان کی خوبی یہ ہے کہ اسے جتایا نہ جائے۔
- ☐ روشنی کی امید رکھو مگر امیدوں پر زندگی مت گزارو۔

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA NEW DELHI

انتخابی مہم ہنگامہ خیز، ووٹرس خاموش

اب جبکہ لوک سبھا انتخابات آخری مراحل میں ہیں۔ دو تہائی سے زیادہ سیٹوں پر ووٹنگ ہو چکی ہے، آج پانچویں مرحلے کے انتخابات کے بعد صرف 115 سیٹیں بچیں گی، جہاں اگلے 2 مرحلوں میں ووٹنگ ہوگی۔ اس دوران سیاسی پارٹیاں حکومت سازی کیلئے اپنے موقف کا اظہار بھی کرنے لگی ہیں، اندرون خانہ اس کی کوششیں بھی شروع ہو گئی ہیں۔ ہر کوئی محسوس کر سکتا ہے کہ حکمراں این ڈی اے اور اپوزیشن اتحاد 'انڈیا' کا جوش ابھی بھی کم نہیں ہوا ہے۔ وہی اسپرٹ، وہی انتخابی مہم، مخالف پارٹیوں اور لیڈروں پر تیز وتند حملے اور روڈ شو جاری ہیں۔ امید کا دامن کوئی بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہے۔ سبھی کی کوشش ہے کہ انتخابی مہم کے دوران تمام رائے دہندگان تک پہنچنے اور ان کو رجھانے میں کوئی کسر نہ رہ جائے، جس کا خمیازہ انہیں نتائج کی صورت میں بھگتنا پڑے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ حکمراں اتحاد اور اپوزیشن اتحاد دونوں کو جیت کا یقین ہے۔ بی جے پی نے تو شروع میں ہی 400 پار کا نعرہ دے دیا تھا اور وہ اسی ہدف کے ساتھ انتخابی میدان میں اتری تھی۔ اپوزیشن نے ایسا کوئی ہدف تو نہیں رکھا تھا، ان کا ایک ہی ایجنڈا تھا کہ مودی سرکار کی حکومت کو ختم کرنا ہے۔ بی جے پی کا بھی ایک ہی ایجنڈا ہے کہ اگلی سرکار بھی مودی سرکار ہو، لیکن جیسے جیسے ووٹنگ کے مراحل آگے بڑھے ہیں اور ووٹنگ کے رجحان آئے ہیں۔ اپوزیشن خصوصاً راہل گاندھی کی طرف سے این ڈی اے اور اپنی سیٹوں کے بارے میں الگ الگ تعداد ظاہر کرنے لگے ہیں۔ یقین کے ساتھ وہ بھی کوئی خاص ہدف یا تعداد نہیں بتا رہے ہیں۔ سیاسی پارٹیاں اور لیڈران کچھ بھی بولیں یا دعوی کریں، رائے دہندگان پوری طرح خاموش ہیں۔ خاموشی سے ووٹنگ ہو رہی ہے اور لوگ اپنا فیصلہ ای وی ایم کے حوالے کر رہے ہیں، جس کا پتہ 4 جون کو ووٹوں کی گنتی کے بعد چلے گا۔ رائے دہندگان کی خاموشی اور کم ووٹنگ سبھی پارٹیوں کیلئے پریشانی کا باعث بن رہی ہیں۔ سیاسی مبصرین کیلئے بھی عوام کے فیصلے کا تجزیہ کرنا یا اندازہ لگانا مشکل ہو رہا ہے۔ اس طرح دیکھا جائے تو انتخابی مہم کے دوران جتنا شور سنائی دیتا ہے، اتنی ہی خاموشی رائے دہندگان اور سیاسی مبصرین میں نظر آ رہی ہے۔

بھروسہ کی کمی نہ تو بی جے پی اور این ڈی اے میں ہے اور نہ اپوزیشن میں مایوسی نظر آ رہی ہے۔ ووٹروں کو پارٹی سے قریب کرنے کیلئے اس امید میں مثبت ومنفی ہر طرح کے حربے استعمال کئے جا رہے ہیں، کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی تیر ضرور نشانہ پر لگ جائے گا اور وہ سیٹوں میں تبدیل ہو جائے گا، لیکن مسئلہ تو یہ ہے کہ لوگ اپنی خاموشی توڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ کہیں امید سے کم ووٹنگ ہو رہی ہے تو کہیں زیادہ۔ کم یا زیادہ ووٹنگ کس کیلئے فائدہ مند اور کس کیلئے نقصان دہ ثابت ہوگی، یہ پتہ لگانا مشکل ہے۔ لوک سبھا انتخابات کے نتائج کیا ہوں گے، یہ تو ووٹوں کی گنتی کے بعد ہی پتہ چلے گا، لیکن سیاسی پارٹیوں نے اپنی پوزیشن کو واضح کرنا شروع کر دیا۔ اس معاملہ میں سب سے پہلے ترنمول کانگریس نے اعلان کیا، جو اپوزیشن اتحاد کی تشکیل کے وقت 'انڈیا' میں تھی، لیکن جب الیکشن لڑنے کی بات آئی، تو وہ اتحاد سے الگ ہو گئی اور مغربی بنگال میں این ڈی اے اور 'انڈیا' کے خلاف تنہا الیکشن میں اتری۔ 5 مرحلوں کی ووٹنگ کے بعد پارٹی کی سربراہ اور مغربی بنگال کی وزیراعلی ممتا بنرجی نے اچانک ڈرامائی انداز میں پہلے یہ اعلان کیا کہ اگر مرکز میں اپوزیشن اتحاد کی حکومت بنی، تو ان کی پارٹی اسے باہر سے حمایت کرے گی، اور دوسرے دن یہ اعلان کیا کہ پارٹی باہر سے حمایت نہیں کرے گی، بلکہ حکومت میں شامل ہوگی۔ اس پر کانگریس لیڈر ادھیر رنجن چودھری نے یہ کہہ دیا کہ انہیں ممتا بنرجی پر بھروسہ نہیں ہے۔ وہ بی جے پی کے ساتھ بھی جا سکتی ہیں۔ اس بابت جب کانگریس کے صدر ملکارجن کھرگے سے سوال کیا گیا تو موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے انہوں نے اپنی پارٹی کے سینئر لیڈر چودھری کے بارے میں کہہ دیا کہ وہ اس بابت فیصلہ کرنے والے نہیں ہیں، فیصلہ ہم، پارٹی اور ہائی کمان کرے گی، لیکن ممتا کو کچھ نہیں کہا۔ یہ شاید آگے کی حکمت عملی ہے۔

اس طرح کے حالات این ڈی اے کے ساتھ بھی پیش آ سکتے ہیں اور وہ پارٹیوں کیلئے اپنے موقف میں لچک پیدا کر سکتی ہے۔ اس وقت الیکشن کافی دلچسپ مرحلے میں ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ اختتام کو پہنچنے والا ہے، پھر بھی ہر کوئی یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ آخر اتنی ہنگامہ خیز انتخابی مہم کے باوجود رائے دہندگان خاموش کیوں ہیں؟ پولنگ کا رجحان کیوں نہیں بڑھ رہا ہے۔ کچھ ریاستوں کی ووٹنگ کا تناسب کافی خراب ہے۔ جس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

edit2sahara@gmail.com

نکبہ کے 76 سال اور اسرائیل کا مجہول مستقبل

ڈاکٹر محمد ضیاء الله

منظر نامہ

عرف عام میں یہ بات اس قدر معروف اور بدیہی ہے کہ اس کے سچ ہونے پر کسی کو شک تک نہیں ہے۔ اکثر ہم سب سنتے ہیں کہ کمزور بنیادوں پر جو عمارت کھڑی ہوگی وہ پائیدار نہیں ہو سکتی۔ اس مقولہ پر شک اس لئے بھی نہیں کیا جاتا کیونکہ ہر ذی شعور انسان کا یہ عملی تجربہ بھی ہے کہ کمزور بنیادیں طویل ومحفوظ مستقبل کا ضامن نہیں ہوا کرتی ہیں۔ اسی کے ساتھ یہ حقیقت بھی واضح اور قابل فہم ہے کہ جس نظام یا ریاست کی بنیاد ظلم اور قتل کے اصولوں پر قائم ہو اس کا تادیر قائم رہنا بھی اصول ربانی کے خلاف ہے۔ صہیونی ریاست اسرائیل کا بھی یہی انجام ہوگا اور دیر یا سویر اس کا مٹ جانا ہی اس کا مقدر ہے۔ ہندوستانی فلسفہ میں بھی اس صورت حال کی تصویر کشی اس انداز میں کی گئی ہے کہ ''سچ پریشان ہو سکتا ہے لیکن شکست نہیں کھا سکتا''۔ شکست ہمیشہ اس قوم کا مقدر ہوتی ہے جو اپنے عمل سے یہ ثابت کر دے کہ اب اس کا مٹ جانا ہی عدل وحق کے بقاء کے لئے ضروری ہے۔

اسرائیل آج کی دنیا میں واحد ایسا ملک ہے جو 1948 سے قبل کے دور اور اس کے بعد سے لے کر اب تک یہ ثابت کر چکا ہے کہ اس کا وجود انسانیت کے لئے ایک لعنت بن چکا ہے اور اس کے وجود کے خاتمہ میں ہی دنیا کی تمام انصاف پسند قوموں کے پرامن مستقبل کا تخم پوشیدہ ہے۔ ہر برس 15 مئی کو اہل فلسطین یوم نکبہ کے طور پر مناتے ہیں اور ان شہداء کو یاد کرتے ہیں جنہوں نے اپنے وطن اور ایمان کی راہ میں اپنی زندگیوں کا قیمتی نذرانہ پیش کیا تھا۔ جو زندہ بچ گئے تھے وہ غزہ اور ویسٹ بینک کے علاوہ اردن وعراق اور شام لبنان میں پناہ گزینی کی تکلیف دہ زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے تھے اور آج تک اپنے اپنے گھروں کی کنجیاں اس امید میں ساتھ رکھے ہوئے ہیں کہ ان کی واپسی جلد یا دیر ان کے اپنے گھروں تک ضرور ہوگی۔ یہ لوگ ان تمام صہیونی مظالم کی داستان بھی اپنی آئندہ نسلوں کو سناتے چلے آ رہے ہیں جن کی وجہ سے وہ نہ صرف بے گھر ہوئے تھے بلکہ اپنے بچوں کے مستقبل کے اندھیرے پن کا بوجھ بھی آج تک اپنے کاندھوں پر اٹھائے ہوئے چلے آ رہے ہیں اور ابھی تک انہیں انصاف نہیں ملا ہے۔ لیکن ان تمام مصائب کے باوجود فلسطین کے نوجوان، عورت، بوڑھے اور بچے سب اپنے اس مقصد میں متحد نظر آتے ہیں کہ انہیں اب دوسرا نکبہ قبول نہیں ہے۔ وہ اس بات سے بھی گھبراتے نظر نہیں آتے ہیں کہ انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے اہل خانہ خاص طور سے بچوں اور عورتوں کی قربانیاں پیش کرنی پڑ رہی ہے۔ حالانکہ اسرائیل سے لے کر امریکہ تک کے تمام صہیونی عناصر اس کوشش میں مسلسل لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح سے اہل فلسطین کو ڈرا دھمکا کر انہیں دوبارہ ان کی زمینوں اور ان کی تہذیب وتاریخ سے بے دخل کر دیا جائے لیکن اچھی بات یہ ہے کہ تاریخ کا پہیہ گردش کر کے اب اپنے صحیح محور تک پہنچ چکا ہے۔ اب ارض فلسطین اور مسجد اقصی کے تحفظ کی خاطر ایک ایسی جماعت وجود میں آ چکی ہے جو مسئلہ کے بنیادی نقطہ کو اپنی تحریک کا مقصد بنا چکی ہے۔ فلسطین کا مسئلہ ہمیشہ سے ایک دینی وایمانی مسئلہ تھا اور تا قیامت اس کی یہی حیثیت رہے گی۔ عرب نے فلسطین کو اس لئے کھو دیا تھا کیونکہ وہ اس کو دین کی بنیاد پر نہیں لڑ رہے تھے۔ حالانکہ مسجد اقصی کی طرف رخ کر کے اول اول مسلمانوں کو نماز پڑھنے کا جو حکم دیا گیا تھا اس میں ہی اس الٰہی مقصد کا اعلان تھا کہ دین و دنیا پر ہر طرح کی قیادت کا امتیاز اب بنی اسرائیل سے واپس لیا جا رہا ہے کیونکہ اس نے اپنے نازیبا کرتوت سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ اس میں اب خیر کا کوئی پہلو باقی نہیں رہا۔ اس کے بعد امت محمد کی طرف قیادت کی منتقلی کے پہلو کو اللہ نے دوبارہ مؤکد طور پر اس وقت سمجھایا جب اپنے آخری نبی کو مسجد حرام سے مسجد اقصی اور پھر آسمان تک بلایا تھا۔ اللہ نے جب اپنے آخری نبی کو آسمان پر بلایا تھا تو اس سے قبل مسجد اقصی میں تمام انبیاء کو جمع ہونے کا حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی امامت کروائی۔ یہ امامت کوئی روایتی اور معمولی امامت نہیں تھی۔ یہ امامت از آدم تا ایں دم موجود تمام انبیاء ورسل کی موجودگی میں اور ان کے توسط سے تمام اقوام عالم کے سامنے یہ یونیورسل ڈکلیئریشن یا ایک نئے عالمی منشور کا اعلان تھا جس کے تحت قیامت تک کے لئے یہ فیصلہ صادر کر دیا گیا تھا کہ اب کسی بھی دوسری قوم کو اس منتخب امت پر دائمی سیادت کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ درمیانی وقفہ میں کبھی کبھی اس امت پر زوال وادبار کا دور ضرور آ سکتا ہے جس کا بنیادی مقصد اس امت کو اس کی غفلت وکوتاہی سے بیدار کرنا ہوگا لیکن ایسا ممکن نہیں ہے کہ یہ امت ہمیشہ کے لئے ذلت و گمنامی کے غار میں اوندھے منہ پڑی رہے اور اصلاح حال کی کوشش بالکل نہ کرے۔ جب بھی کبھی ایسا ہوگا کہ اسلام کے مرکز پر کسی صلیبی یا تاتاری حملہ کی ضرب پڑے گی تو اس کے مقابلہ کے لئے ہمیشہ ایک ایسی جماعت ضرور کھڑی ہوگی جس میں نورالدین زنگی اور سلطان صلاح الدین ایوبی کی روح کارفرما ہوگی اور یہ جماعت اسلام کی عظمت رفتہ کی بحالی کا فریضہ انجام دے گی۔

پوری اسلامی تاریخ میں تاتاریوں سے زیادہ سنگین مرحلہ اب تک اس امت کو پیش نہیں آیا ہے لیکن کیا کوئی شخص تاریخ کی اس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ جب ایک بار عین جالوت کے میدان میں ظاہر بیبرس نے تاتاریوں کو شکست دے دی تو یہ ناقابل تسخیر سمجھی جانے والی قوم جو پوری مسلم دنیا پر مور وملخ کی طرح چھا گئی تھی محض نصف صدی کے اندر اپنا تشخص برقرار نہ رکھ سکی اور اسلام میں ضم ہو کر ہمیشہ کے لئے اپنا وجود کھو دیا۔ لیکن ایسے کسی بھی نتیجہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ مزاحمت کے لئے کھڑی ہونے والی جماعت اسلام کے مضبوط اصولوں پر اپنے فکر وعمل کی بنیاد رکھے۔ فلسطین اس وقت تاریخ کے جس مرحلہ میں داخل ہو چکا ہے اس میں اس کی خوش بختی یہ ہے کہ 80 کی دہائی کے وسط سے ہی ایسی جماعت کا وجود اس کو میسر ہو چکا ہے جو اسلام کے واضح اور رہنما خطوط پر عمل درآمد کرنے سے کوتاہ نظر نہیں آتی ہے اور ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہے۔ جس دن اس جماعت کا وجود عمل میں آیا تھا اسی دن اسرائیل کے وجود کے خاتمہ کا فیصلہ خدا نے صادر فرما دیا تھا۔ کم سے کم تاریخ کے واقعات کو باہم ترتیب دینے سے اسی حقیقت کا ادراک ہوتا ہے۔ 'طوفان الاقصی آپریشن' کے بعد سے ہی اسرائیل کی قیادت جس طرح سے اندرونی انتشار اور خلفشار کا شکار ہے اور آگے کا راستہ اس کو سمجھ میں نہیں آ رہا ہے اس سے بھی صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب اسرائیل کا مستقبل مجہول ہے۔ جہاں تک فلسطین کی تحریکات مزاحمت کا تعلق ہے تو اس کے حق میں بس یہی بہتر ہے کہ وہ قطعا مایوس نہ ہوں اور صبر وایمان کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول میں لگے رہیں۔ فیصلہ کی گھڑی بہت جلد آنے والی ہے۔ جو لوگ کوتاہ نظر ہیں یا تاریخ کے رموز اور الٰہی مشیت کے پوشیدہ مفہوم کو نہیں سمجھتے ہیں وہی لوگ یہ کہیں گے کہ اتنی جانوں کا خسارہ کا ذمہ دار تحریک مقاومت ومزاحمت ہے۔ جو منشاء الٰہی کو جانتے ہیں وہ واضح طور پر یہ دیکھ رہے ہیں کہ صہیونیوں نے جس نظام ظلم وعصیان کو 1948 میں بنایا تھا اس کی ساری چولیں ہل چکی ہیں اور صہیونی ریاست آج جس بحران کا شکار ہے اپنی پوری تاریخ میں کبھی ایسا تجربہ اس کو نہیں ہوا۔ یہ سب خاص نظام ربانی کے تحت ہو رہا ہے جس کے نتائج سے کوئی ظالم خود کو نہیں بچا سکتا۔

مضمون نگار سینٹر فار انڈیا ویسٹ ایشیا ڈائیلاگ کے وزیٹنگ فیلو ھیں

> جہاں تک فلسطین کی تحریکات مزاحمت کا تعلق ہے تو اس کے حق میں بس یہی بہتر ہے کہ وہ قطعاً مایوس نہ ہوں اور صبر وایمان کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول میں لگے رہیں۔ فیصلہ کی گھڑی بہت جلد آنے والی ہے۔ جو لوگ کوتاہ نظر ہیں یا تاریخ کے رموز اور الٰہی مشیت کے پوشیدہ مفہوم کو نہیں سمجھتے ہیں کہ اتنی جانوں کے خسارہ کا ذمہ دار تحریک مقاومت ومزاحمت ہے۔

LETTERS
مراسلات
مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

وزیراعظم کا اپنے ہی بیانات سے انحراف

مکرمی!

ملک کی انتخابی تاریخ کا یہ پہلا موقع ہے کہ جب ملک کا وزیراعظم مسلسل جھوٹ بولے جا رہا ہے اور ہر بات میں جھوٹ بول کر لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ وزیراعظم نریندر مودی اکثر و بیشتر اپنے ہی فیصلوں اور بیانات سے منحرف ہو جاتے ہیں اور وہ ان میں ماہر ہیں، اور آج کل وہ انتخاب کے پیش نظر موقع محل دیکھ کر حسب موقع و سہولت انحرافی بیان بازی کر رہے ہیں، نیز مجمع کا ماحول کی نزاکت بھانپ کر اپنے پچھلے بیان سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ اور اپنی ہی تقریر میں الٹ پھیر کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں، اس طرح وہ عوام کو گمراہ کرنے کی پلاننگ کرتے ہیں۔ وارنسی حلقہ انتخاب سے پرچہ نامزدگی کرنے کے دوران ان کا یہ دعوی کہ میں ہندو مسلم نہیں کرتا، نہ میں نے مسلمانوں کو گھس پیٹھیے کہا نہ زیادہ بچے پیدا کرنے والا کہا مسلمان تو میرے دوست ہیں۔ لیکن ایک ہی دن بعد ناسک، تھانے اور کلیان میں وہ ہندو مسلمان کرتے نظر آئے، ایک مثل مشہور ہے کہ دروغ گو حافظہ نہ باشد، جھوٹے کو اپنی بات یاد نہیں رہتی۔ یہ وہی مودی جی ہیں جنہوں نے بدعنوان اور کرپٹ سیاسی قائدین کو نشانہ بنانے کے اعلان کیا تھا لیکن جب یہ لوگ مودی جی کی پناہ میں آ گئے تو انہیں عہدے اور اقتدار سے نواز دیا، ان کا دعوی ہے کہ انہوں نے کبھی ہندو مسلم کا حوالہ نہیں دیا۔ مودی جی کے گزشتہ دس سالہ اقتدار میں ایسے کئی مواقع آئے جب انہوں نے اپنی ہی دئے گئے بیانات سے لاتعلقی کا برملا اظہار کیا۔ 2014، میں مودی جی نے قبل از اقتدار سالانہ دو کروڑ لوگوں کو روزگار فراہم کرنے کا وعدہ کیا تھا، بعد از اقتدار انہوں نے پکوڑے بیچنے کے روزگار کی ترغیب دلائی۔ ہر بھارتی کے اکاؤنٹ میں پندرہ لاکھ روپے جمع کرانے کا وعدہ کیا تھا یہ وعدہ بھی وفا نہ ہو سکا۔ انہوں نے ہر شہری کو گھر فراہم کرنے کا بھی وعدہ کیا تھا لیکن یہ بھی پورا نہیں ہوا۔ میرا بچپن مسلم پریوار کے درمیان گزرا ہے، ہمارے پڑوس میں کچھ مسلم پریوار رہا کی بود و باش تھی، عید کے موقع پر ہم گھر پر کھانا نہیں بناتے تھے، کیونکہ پڑوس کے مسلم پریوار سے کھانا آتا تھا، عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اور مسلمانوں کی ہمدردی بٹورنے کی کوشش سے متعلق یہ بیان گیا ہے۔ میں جس دن ہندو مسلم کروں گا نہ تو اس دن سے میں زندگی میں معمول کے مطابق رہنے کے لائق نہیں رہوں گا، یہ میرا وعدہ ہے کہ میں کبھی ہندو مسلمان نہیں کرونگا۔ جب میں گجرات کا سی ایم تھا تو مرکز میں کانگریس کا اقتدار تھا اور وہ یہ چاہتی تھی کہ بجٹ کا پندرہ فیصد صرف مسلمانوں پر خرچ ہو، میں نے اس وقت بھی پرزور مخافت کی تھی، یعنی مسلمانوں کے تئیں میری مخالت کوئی نئی بات نہیں ہے، اور اس پر طرہ یہ کہ (میں نے کبھی ہندو مسلم نہیں کیا) کانگریس اقتدار میں آ گئی تو خواتین کے منگل سوتر محفوظ نہیں رہیں گے اور دولت زیادہ بچے پیدا کرنے والوں میں بانٹ دی جائی گی (میں نے کبھی ہندو مسلم نہیں کیا) نریندر مودی یہ دعوی کر رہے تھے کہ انہوں نے رمضان میں اپنے خصوصی ایلچی کو اسرائیل بھیج کر غزہ پر بمباری رکوانے کی کوشش کی تھی اسی دن اخباروں میں یہ خبر بھی چھپ رہی تھی کہ ہندوستان نے ہتھیاروں اور گولے بارود سے بھرا ایک بحری جہاز اسرائیل بھی بھیجا ہے تا کہ اسرائیل فلسطینیوں کے خلاف اپنی لڑائی جاری رکھ سکے۔ کیا وزیراعظم نریندر مودی کی کتھنی اور کرنی کا واضح فرق نہیں ہے؟ لوگ مودی جی سے یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے تعلق سے کیوں گھیرتے ہیں؟ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مودی حکومت نے گزشتہ دس سالوں میں مسلمانوں کے تعلق سے ان کے خلاف بیان بازی کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا ہے۔ کیا مسلمانوں کی مخالفت اور ہندو مسلم کر کے وزیراعظم کو ووٹ مانگنا یا ان کے مرتبے اور وقار کے موافق ہے، یہ تو ماہر شکاری کی مثال ہوگئی کہ جب شکاری کو کسی پرندے کا شکار کرنا ہوتا ہے تو وہ اسی پرندے کی آواز میں بولتا ہے۔ آج کل یہی کام مودی جی کر رہے ہیں بہرحال وزیراعظم نے خود اپنی مسلم مخالف شبیہ تیار کر لی ہے ان کو اس خول سے باہر آنا ہوگا۔

مولانا غیاث الدین دھامپوری (ضلع بجنور) بجنور یوپی
محلّہ بندوقچیان دھام پور

نوٹ: ادارتی صفحے پر شائع مضامین میں مضمون نگاروں کے ذریعہ ظاہر کی گئی آرا ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح سے ذمہ دار نہیں ہے۔

کیا ہوا ہے جناب چہرے پر
وہ چمک اب نظر نہیں آتی
جیت کا جب یقین ہے تم کو
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

جاوید مشیری

سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن کیلئے پرنٹر وپبلشر **ضیاء قادری** نے سہارا انڈیا ماس کمیونی کیشن پریس C-2,3,4، سیکٹر-11 نوئیڈا میں چھپوا کر اور 706-705، ساتویں منزل، نورنگ ہاؤس، 21 کے جی مارگ، نئی دہلی سے شائع کیا۔
Printed & Published by **Zia Qadri**, on behalf of **Sahara India Mass Communication** and Printed at **Sahara India Mass Communication Press**, C-2, 3, 4, Sector-11, Noida and published at **705-706, VIIth Floor, Navrang House, 21 K.G. Marg, New Delhi**
Editor & Group Editor: **Abdul Majid Nizami** (editor.nizami@gmail.com) Resident Editor: **Md. Fakhre Imam** (fimam16@gmail.com) * ایڈیٹر اینڈ گروپ ایڈیٹر: **عبدالماجد نظامی** ■ ریزیڈنٹ ایڈیٹر: **محمد فخر امام**
For Editorial/News: rsahara1@gmail.com ■ **Advertisement (National)**: ■ 9891773434, 9899452476 **Email**:adsahara@gmail.com
www.roznamasahara.com 0120-2598274: سرکولیشن، **0120-2444755,2598419** :ٹیلی فون نمبر نوئیڈا آفس، 011-23352369, 23352368: ٹیلی فون نمبر دہلی دفتر
* اس شمارہ میں شامل شائع شدہ تمام خبروں کے انتخاب اور ایڈیٹنگ کیلئے ذمہ دار ——R.N.I. No.71627/99 **Roznama Rashtriya Sahara** (New Delhi) Regd.: UP/BR/GBD-208/2024-2026 —— شمارہ نمبر: **8902** سال: **24**
روزنامہ راشٹریہ سہارا
حب الوطنی ○ فرض شناسی ○ ایثار
ہمیں فخر ہے کہ ہم ہندوستانی ہیں